السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میری ہمشیرہ کے ہاں پہلے بچے کی پیدائش ہمارے ہاں ہوئی ہم نے بچے کا عقیقہ کیا۔ کیا ہم بچے کی پیدائش اور عقیقہ پر اٹھنے والے اخراجات کا مطالبہ اپنے بہنوئی سے کر سکتے ہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

واضح رہے کہ نکاح کے بعد بیوی کے جملہ اخراجات خاوند کے ذمہ ہیں، خواہ ان کا تعلق خوردونوش سے ہو یا علاج معالجہ یا لباس اور رہائش وغیرہ سے ان تمام اخراجات کا پورا کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :
[''کشادگی والے کو اپنی کشادگی سے خرچ کرنا چاہیے اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا ہو وہ بھی اللہ کے دیئے ہوئے سے خرچ کرے۔'']۶۵/الطلاق ،۷

[رہائش کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے : ''انہیں وہیں رکھو جہاں تم خود رہتے ہو۔'']۶۵/الطلاق :۶

[حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''تم پر معروف طریقہ کے مطابق ان عورتوں کو کھلانا پلانا اور انہیں لباس مہیا کرنا لازم ہے۔''] صحیح مسلم، الحج :۱۲۱۸

حضرت عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''خبردار عورتوں کا تم پر حق یہ ہے کہ تم انہیں لباس مہیا کرنے اور انہیں کھانا فراہم کرنے میں احساس کرو۔''] مسند امام احمد، ص :۴۲۶، ج ۴]

ان آیات واحادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوی کا ہر خرچہ خاوند کے ذمہ ہے لیکن ہماری مشرقی روایات کچھ اس طرح تشکیل پاتی ہیں کہ شادی کے بعد بھی شادی شدہ بیٹی کے اخراجات والدین کے ذمے پڑے رہتے ہیں۔ اگر والدین ان کا مطالبہ کریں تو غیر مروت اور غیر مہذب ہونے کے طعنے سننے پڑتے ہیں، اس لئے والدین بے چارے رواداری میں انہیں برداشت کرتے رہتے ہیں۔ سوال میں ذکر کردہ اخراجات بھی اسی قبیل سے ہیں۔ بچی کی شادی کے بعد اس کے ہاں پہلے بچے کی ولادت عام طور پر والدین کے ہاں ہوتی ہے، شرم وحیا اور نسوانیت کا کچھ تقاضا بھی ہوتا ہے لیکن لڑکے کے والدین بچی کی اس مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ولادت پر جتنے بھی اخراجات آتے ہیں وہ بچی کے والدین ہی برداشت کرتے ہیں، خواہ بچے کی پیدائش گھر میں ہو یا ہسپتال میں، کسی پرائیویٹ کلینک میں ڈاکٹر حضرات بھی ایسے موقع کی تلاش میں رہتے ہیں، دس پندرہ ہزار روپے تو معمولی بات ہے۔ پھر ولادت کے بعد اگر مذہبی ماحول ہے تو عقیقہ کے اخراجات بھی بچی کے والدین ہی برداشت کرتے ہیں۔ شرم کے مارے کچھ کہا بھی نہیں جاتا، حالانکہ ولادت و عقیقہ کے تمام اخراجات کو پورا کرنا شرعاً واخلاقاً خاوند کی ذمہ داری ہے، پھر جب ولادت کے بعد بچی کو واپس خاوند کے گھر رخصت کرنا ہوتا ہے تو اس وقت بھی افراط و تفریط سے کام لیا جاتا ہے، حالانکہ باپ تمام اولاد کے درمیان مساوات قائم رکھنے کا پابند ہے۔ عید الفطر، بقرہ عید کے موقع پر ''عیدی'' کے نام سے بھی یہی کچھ کیا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں ایک اور بہت گندی رسم رائج ہے کہ جب فوت ہو جاتی ہے تو اس کے کفن ودفن کے اخراجات بھی بچی کے والدین پورا کرتے ہیں، حالانکہ اس بے بچاری نے ساری عمر خاوند کی خدمت گاری میں گزاری ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے معاشرے میں کفن کا بندوبست بچی کے والدین کے ذمہ ہوتا ہے۔ پھر کفن کے نام پر ایسے سرخ رنگ کی چادر یا دوپٹہ دیا جاتا ہے گویا آج اسے گھر سے دلہن بنا کر رخصت کرنا ہے۔ اس قسم کی افراط و تفریط ایک مسلمان کے شایان شان نہیں ہے بہر حال شادی کے بعد بیوی کے تمام اخراجات خاوند کے ذمہ ہیں، اس لئے ولادت و عقیقہ اور کفن ودفن کے اخراجات خاوند کو پورا کرنے چاہییں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:385